نور افشان

نمبر (۲۳) | مطبوعہ ۱۰ جون سنہ [illegible] روز جمعہ | جلد (۳۲)

گلدستۂ اخبار

[illegible]

ایڈیٹوریل نوٹس

مسیح کلام بائبل مجسم نہیں ہے

بعض کا خیال ہے کہ جو کلام خدا بائبل ہو وہی کلام خدا مسیح میں مجسم ہوا تھا۔ مگر ہماری دانست میں یہ درست نہیں ہے کیونکہ کلام بائبل اور ہے اور مسیح کلام یا کلمہ اور ہے کیونکہ

(۱) یونانی لفظ λογος لوگاس سے کلمہ حرف تعریف کے ساتھ یونانی میں دو معنی رکھتا ہے یعنی ایک وہ کلمہ جو کوئی شخص بولے اور دوسرے وہ عقل یا دانائی جو بولتی ہے بائبل خدا کا وہ کلام ہے جو خدا بولا اور جسکو اس کے نبیوں اور رسولوں نے اس کے حکم سے قلمبند فرمایا۔ اور مسیح خدا کا وہ کلام یا کلمہ یا عقل یا دانائی ہے جو وہ کلام بولا۔ اس کلام کے تمام عمل خیال کے ذریعہ ظہور میں آتے ہیں اور وہ روح کے ساتھ ایک ہے اور وہی ازلی اور حقیقی دانائی ہے جسکو خداوند اپنے انتظام کے شروع میں اپنے ساتھ رکھتا تھا (امثال ۸: ۲۲ سے ۳۱) اور اسی کا ذکر اور مجسم ہونیکا بیان انجیل میں ہوا ہے (یوحنا ۱: ۱ و ۱۴) اور وہی وہ کلمہ یا کلام خدا ہے جو انسان کی ساری بدکاریوں کو دور کر سکتا ہے (دیکھو یوحنا ۷۷: ۴)۔

(۲) بعد کے یہودیوں کی تصنیفات میں اسکا استعمال اکثر اور اپنے معین معنی میں ہوا ہے۔ اور خصوصاً ترگم ہی تالمد میں اسکے معنی یہوواہ کیا ہوا اور یہ فقرہ اکثر اس جگہ مستعمل ہوا ہے جہاں عبرانی میں یہوواہ یا الوہیم آیا ہے (پیدایش ۱۹: ۲۴ و ۲۸: ۲۱ و خروج ۱۹: ۱۷)۔

(۳) بائبل کے کسی مقام سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ مسیح کلام یا بائبل مجسم ہے اور کوئی ایسی تعلیم مسیحی مذہب کی ہے جو اس قیاس کی موئید ہو۔ سوائے اسکے ہی کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ جو کلام خدا کو کلام کا ایک حصہ تصور کرتے ہیں اور خاوند یسوع مسیح میں کلام ظاہری سے زیادہ کلام کا قیام مانتے ہیں۔

(۴) بائبل کو تاریخ اور سیاسیات اور احکام اور ضوابط کا مجموعہ ہے مگر مسیح ان چیزوں کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ وہ ان امور کا سبب ہے جنکا وجود بائبل سے ظاہر اور قدیم سے ہے۔ برعکس اس کے بائبل اور اسوقت وجود میں آئی جبکہ انسان نے گناہ کیا تھا اس سے پہلے تو بائبل تھی ہی نہیں اور ایسا ہی جب اسکا غرض اور مقصد پورا ہو چکیگا تو نئے آسمان اور زمین میں اسکی ضرورت نہیں رہیگی مگر مسیح کل اور آج اور ابد تک ہمیشہ یکساں ہے۔

ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی ۱۹۰۴ء پر ایک سرسری نظر

اس پرچہ کے پہلے مضمون میں ایڈیٹر صاحب نے اپنے عنوان قربانی کے لئے کس قسم کی قربانی کی ضرورت ہے میں مسیح کے کفارہ کو کئی طرح باطل کرنیکی کوشش کی ہے۔ ہمارا منشا یہاں پر ایک طول طویل بحث کا نہیں ہے مگر صرف بطور نمونہ اس کے چند ایک باتیں سرسری سا سب لکھتا ہوں:

انکی پہلی دلیل قرآن سے یہ ہے کہ وہ قربانی جو نجات کے لئے ضروری ہے سو یہ ہے کہ خدا تعالے کی رضا کے لئے اور اس کی راہ میں اپنے نفس کو اپنے تمام محبوبات کو اور اپنی خواہشات کو قربان کرنا اور نفسانی خواہشیں ایسی مرجاویں گویا وہ بالکل میت و نابود ہو جاویں گی۔

(۱) انکی یہ دلیل اس بات پر مبنی معلوم ہوتی ہے کہ اسلام میں صرف تین قسم کی قربانیوں کا مذکور ہوا ہے یعنی (الف) اول اعمال قربانی کی یادداشت کے لئے دیکھو سورہ صافات ع ۳ آیت ۱۰۷ (ب) اپنے آپکو خدا کی عبادت اور پرستش کے لئے مخصوص کر دینا اور اپنے نفس کو مار کر خدا کی راہ میں قربان کر دینا۔ جو مسیحیوں کے ہاں عقلی عبادت یا زندہ قربانی کے نام سے موسوم ہوتی ہے (رومیوں ۱۲: ۱) جو اسوقت کے بعد واقع ہوئی ہے جب کسی کو نفس کے سبب ایمان لانے کا موقع مل جاتے ہیں (دیکھو ایضاً ۶: ۶) اور خداوند مسیح کا قول ہے کہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے (دیکھو یوحنا ۱۵: ۱ سے ۷) یعنی یہ نتیجہ ہے ایمان کا یا ایمان کے پھل ہیں (۲ پطرس ۱: ۵ سے ۸) اور یہ ہے ہمارا ایمان کی اس دنیا میں روشنی ہو (ج) شکر گذاری کی قربانی۔ مگر قرآن میں گناہوں کے کفارہ کی قربانی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ قربانی ہے جو دراصل میں گناہ کے اقرار کا اور اس کے لئے قربانی کرنیکا بالکل ذکر نہیں ہے۔ اگرچہ قرآن میں اکثر ذکر ہے کہ اے خدا ہماری طرف سے ہماری بدیوں کا کفارہ دے (آل عمران ۱۹۳ و ۱۹۴ آیات تغابن و طلاق ۵) مگر کفارہ کی ماہیت سے قرآن کا مصنف بالکل ناواقف معلوم ہوتا ہے کیونکہ محمدی مذہب کی کتابوں میں لفظ کفارہ اکثر روزہ نماز زکوٰۃ اور حج کے معنے میں مستعمل ہوا ہے اور ایک ضرب المثل مشہور ہے زیارۃ القبور کفارۃ الذنوب یعنی مومنین کی قبروں کی زیارت کرنی گناہوں کا کفارہ ہے۔

(۲) کفارہ کی بابت ہمارے محمدی بھائیوں کا سکوت اس لئے ہے کہ وہ گناہ کی ماہیت سے اور اسکی وسعت سے واقف نہیں ہیں۔ ایڈیٹر صاحب ۱۵۳ صفحہ کے آخر میں گناہ کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اسوقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور پرجوش محبت اور محبانہ یاد الہٰی سے محروم اور بے نصیب ہو۔

باقی آئندہ

مضامین

ستیارتھ پرکاش درپن

تقیہ (۸۰) سوال

میں چاہتا ہوں کہ آپ کو ذرہ یہ بھی سمجھا دوں کہ آسمان و زمین کا ٹل جانا کیا بات ہے۔ اس بات کی تفصیل پطرس رسول نے یوں لکھی ہے کہ اُس دن آسمان بڑے شور و غل کے ساتھ گذر جائینگے اور عناصر حرارت کی شدت سے پگھل جائینگے اور زمین اور اُس کی چیزیں جل جائینگی.... جسکے باعث آسمان آگ سے پگھل جائینگے اور عناصر حرارت کی شدت سے گل جائینگے۔ لیکن اس کے وعدہ کے موافق ہم نئے آسمان اور نئی زمین کا انتظار کرتے ہیں جنمیں راستبازی قائم رہیگی (۲ پطرس ۳: ۱۰ اور ۱۲ اور ۱۳) اس سے ظاہر ہے کہ آسمان اور زمین کا جا رہنا یا مر جانا یں نیست ہو جانا یا یونہی نیست و نابود ہو جانا انجیل کے اقوال میں نہیں سکھلایا گیا ہے۔ لیکن بجز موجودہ صورت کی تبدیلی کا اظہار کیا گیا ہے اور آسمان اور زمین اس حرارت سے جلکر الگ نہیں ہو جائینگے لیکن مراد اس طرح گداز ہونے سے ہے جس طرح کوئی کوئی دھات بھٹی کی حرارت میں گداز ہو کر خالص ہو جاتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس ترکیب سے وہ نئے آسمان اور نئی زمین برآمد کئے جاویں جن میں راستبازی قائم رہیگی۔ خداوند خالق کو ایسا کرنے کی قدرت ہے۔ لیکن اگر مادہ اور جیو بھی خدا کی طرح ازلی اور خود ہست ہیں تو خدا ان میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں کر سکتا اُن کے لئے خدا کا وجود اور عدم وجود برابر ہے۔ سو اب آپنے دیکھ لیا کہ آسمان جلکر کہاں جائینگے اور آسمان کی بائبل میں یہہ کیفیت بیان کی گئی ہے کہ آسمان فضا ہے (پیدائش ۱: ۸) ہے اور فضا کے پھیلاؤ کے سبب اس کا یہہ نام ہے۔ اور جن قوتوں کے سہارے یہہ پھیلاؤ قائم ہے انکو آسمان کی قوتیں کہا گیا ہے (۲ سموئیل ۲۲: ۸۔ ایوب ۲۶: ۱۱) اور آسمان کی کھڑکیوں کا محاورہ (پیدائش ۷: ۱۱) آیا ہے۔ اس کو بلندی کے سبب بھی آسمان کہا گیا ہے جیسے بلندی۔ اور اُن موجب یہہ محاورے آئے ہیں جیسے آسمان کے پرندے (دانیل ۴: ۱۲) آسمان کے ستارے (پیدائش ۲۲: ۱۷)۔ اور بلندی و سرفرازی کے لحاظ سے خدا کے تخت اور مقدس روحوں کی جگہ کو بھی آسمان کہا ہے (استثنا ۲۶: ۱۵ اور ۱ سلاطین ۸: ۳۰) اور زمین و آسمان اکٹھے بولنے سے مراد کل عالم سے ہے۔ کل چیزیں جو بلندی میں ہیں اور کل جو پستی میں ہیں یعنی کل اوّلی عالم اس کے ہلائے جانے اور گداز ہو جانے کی خبر ہے اور اُن کے بجائے نئے آسمان اور نئی زمین کا بنایا جانا ہے کیونکہ یہ سب کچھ خدا کی مرضی اور قدرت پر منحصر ہے۔

(۸۱) سوال

تب وہ بائیں طرف والوں سے بھی کہیگا اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلو جو شیطان اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے (متی ۲۵: ۴۱)۔

(محقق) بھلا یہہ کتنی بڑی طرفداری کی بات ہے کہ جو اُن کے شاگرد ہیں انکو بہشت نصیب ہو اور دوسروں کو ہمیشہ کی آگ میں ڈالا جاوے۔

(رہبر) طرفداری کوئی نہیں عین انصاف ہے کیونکہ سب کل بنی آدم کو جتا دیا کہ زندگی و موت کی راہیں کون کونسی ہیں تو جنہوں نے زندگی کے لئے مسیح خداوند کی شاگردی اختیار کی انکو بہشت دیجاتی ہے۔ مگر اُن کو بے ایمانوں کو سزا ملیگی جو بے انصافی سے ہیں اور ہر ایک ابدی سزا کا مستحق ٹھہرا ہے۔

(محقق) لیکن جب کہا ہے کہ آسمان ہی نہ رہیگا تو ہمیشہ کی آگ دوزخ و بہشت کہاں رہینگے۔

(رہبر) ماقبل سوال کے جواب میں سمجھا دیا گیا ہے کہ کہاں رہینگے۔

(محقق) اگر شیطان اور اس کے فرشتوں کو خدا نے بنایا تو دوزخ کی اس قدر تیاری کیوں کرنی پڑتی؟

(رہبر) آپ کو دوزخ کی تیاری میں کیا تکلیف ہے۔ آپکو اُس کی تیاری کا ٹھیکہ دینے کے لئے تو نہیں کہا گیا ہوگا۔ جب بنائے دوزخ میں چلے جانا تو مشکل بات نہیں۔ صرف بے ایمانی درکار ہے۔ اور سنئے بات یہہ تو بہ واجبی بات ہے کہ فرشتے گناہ کر کے خدا کی حضوری سے خارج ہو گئے اور اُن کی طرح انسان بھی گناہ کر کے خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ تو ایسے وجود دوزخ میں نہیں تو اور کہاں جائیں۔ خدا نے انکے لئے ایسی ہی جگہ تجویز کی ہے۔

(محقق) جب صرف ایک شیطان ہی خدا کے غضب سے نہ ڈرا تو وہ خدا کیسا ہے؟ خدا سے نہ تو گرفتار کر کے قید کر سکا اور نہ جان سے مار سکا تو پھر اُس کی خدائی کہاں رہی؟

(رہبر) جیسے اہل ہند نے اپنی بت پرستی سے خدا کی خدائی کو اپنے وطن سے خارج کیا۔ ویسے ہی شیطان کا حال بھی سمجھو۔ سب گنہگاروں نے خدا کا خوف اپنی آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دیا گویا ان کے لیئے خدا ہی نہیں۔ تو بھی خدا کی خدائی قائم ہے۔ اور حقیقت اس امر میں یہہ نظر آتی ہے کہ خدا نے انتظام عالم میں ہر کام کے لئے ایک وقت ٹھہرایا ہے (دیکھو ایوب ۲۱: ۳۰۔ رومیوں ۱۱: ۳۲۔ ۲ پطرس ۲: ۴ ۔ ۲ پطرس ۳: ۷ اور ۱۳: ۷) مشتمل دن واقع کے

ایک یہ ہے کہ شیطان اور فرشتوں کو جو پہلے پاک
تھے بغاوت کرنے دیا اور اسی طرح انسان کو بھی
اور ساتھ ہی یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ نیک فرشتوں
اور برے آدمیوں کو وہ فوراً ہی فنا نہیں کر دیتا گو
وہ اس لائق ہو جاتے ہیں بلکہ انکو مہلت دیتا ہے اور انہیں
اپنے اپنے طور پر انکو کام کرنے دیتا ہے (اعمال
۱۴: ۱۶) جس طرح ایک حقیقت ہو ویسا ہی ہو رہا ہے
مگر ان سب شریروں کو برباد کرنے کا وقت ٹھہرایا
گیا ہے اور انکو سزا دینے والا بھی مقرر ہو چکا ہے خدا کا بیٹا
جو ظاہر ہوا کہ شیطان کے کام برباد کرے (۱ یوحنا
۳: ۸) سو اپنے مقررہ وقت پر یہ سب بھی ظہور میں
آجائیگا۔ اور بدی کی جڑیں جو انسان کے
اندر سے قدرتی جاری ہیں۔ اور نیکی کا موقع بھی
دیا جاتا ہے اور خدا کے فضل سے مہلت کا بیج بھی
جاری ہے۔ اس کے خاتمہ پر بعد ایمان کو پھل کا
دن آئیگا۔ پھر کوئی بدی نہ رہیگی
اگر خدا فرصت دیتا ہے تو آپ کے حسد کی جگہ نہیں
ہے۔ آپ نے ناحق خدا کی خلقت پر شک کیا اور مہلت
کا وقت غنیمت جانا اگر بہت ناشکری آپ کی ایسی ہو
بلکہ جہاں تک ہو اس سے کہ خدا ہمکو اپنی رحمت
کی طرف کھینچ لے جانے کا وقت دے۔

لطیفہ

ایک شخص نے ایک اعلیٰ عہدہ دار سے پوچھا کہ
آپ کے عہدہ کی ماہوار آمدنی کیا ہے؟ اس نے جواب دیا
کہ جو آدمی اس عہدہ پر مقرر ہوں انکی تنخواہ ... ہو
سکتی ہے مگر ان میں سے کوئی بہشت میں جانا
چاہے تو اس کے واسطے ایک ہزار روپیہ ماہوار اگر کوئی
دوزخ میں رہنا چاہے تو اس کے لئے پانچ ہزار روپیہ
ہے اور اگر کوئی جہنم میں جانا چاہے تو ہر سال کے لئے
ایک ہزار روپیہ ہے۔

بقیہ کلام

۴۔ بعض وقت لفظ کلام کل پیغام الٰہی اور خدا کے وعدہ
پر استعمال کیا گیا ہے۔

مثلاً تیرا کلام سچائی ہے۔ یوحنا ۱۷: ۱۷
انہوں نے تیرے کلام پر عمل کیا ہے۔ یوحنا ۱۷: ۶
میں نے تیرا کلام انہیں دیا ہے۔ یوحنا ۱۷: ۱۴
پر میں اسے جانتا ہوں اور اس کے کلام پر عمل
کرتا ہوں۔ یوحنا ۸: ۵۵
اور تم اس کا کلام اپنے دلوں میں نہیں رکھتے۔ یوحنا
۵: ۳۸
لیکن ایسا نہیں کہ خدا کا کلام باطل ہو گیا ہے۔ رومیوں ۹: ۶
نوٹ۔ ان تمام مقامات میں لفظ [illegible]
[illegible] ہے۔

۵۔ بعض وقت لفظ کلام کل مسیحی عہد نامہ پر
استعمال کیا گیا ہے۔

مثلاً تو نے میرے کلام کو حفظ کیا۔ مکاشفہ ۳: ۸
کہ صلیب کا کلام ہلاک ہونے والوں کے نزدیک بیوقوفی
ہے۔ ۱ کرنتھیوں ۱: ۱۸

۶۔ بعض وقت لفظ کلام پر ایمان رکھنے والوں
پر بولا گیا ہے۔

مثلاً یوں تم خدا کے کلام کو اپنی روایت سے
جو تم نے جاری کی ہے باطل کرتے ہو۔ مرقس ۷: ۱۳
اور نجات کا خود اور روح کی تلوار جو خدا کا کلام ہے۔
افسیوں ۶: ۱۷
کیونکہ خدا کا کلام زندہ اور موثر اور ہر ایک
دو دھاری تلوار سے تیز تر ہے۔ عبرانیوں ۴: ۱۲-۱۳
... اسی طرح میرا کلام جو میرے منہ سے
نکلتا ہے ہوگا۔ وہ بے انجام میرے پاس پھر نہ آئیگا بلکہ
جو کچھ میری خواہش ہوگی وہ اسے پورا کریگا۔ یسعیاہ
۵۵: ۱۱ اور پھر میں نے تخت دیکھے اور وہ ان پر بیٹھے

اور عدالت انہیں دی گئی۔ اور انکی روحوں کو بھی
دیکھا جنہوں نے یسوع کی گواہی اور خدا کے کلام
کے واسطے اپنا سر دیا۔ مکاشفہ ۲۰: ۴ اور اس کا
نام کلام خدا ہے۔ مکاشفہ ۱۹: ۱۳

پس اوپر کے مقامات سے ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ
کلام بائبل کے چند معنی کلام ہے۔ کیونکہ بائبل کی
ہر ایک آیت باب اور کتاب بلکہ کل بائبل پر
لفظ کلام جاری ہے۔ پس کلام سے مراد بائبل کی تحریر
اور اس کے معانی ہیں۔
اس کے سوا یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی
چاہئے کہ سوا بائبل کے بعض بیانات بائبل کے
مضمون سے دیکھیں جنکی نسبت بائبل میں صرف اشارہ
ملتا ہے جو بیان انسانی میں ان الفاظ کو ظاہر کرتے ہیں
اور جنکے سبب سے دنیا میں انکی مثالیں نہیں اس
لئے جیسے مقاموں اور معارف کی بہت سی بیان کی گئی
تاکہ بائبل کی سچائی کمال کو پہنچے۔ کل بائبل کی
حقیقتوں کا کلام ظاہری طور پر ہے کہ جیسے
ایک شخص کو میں جانتا ہوں ... کہ وہ ... یہ
... ... اور ان سے وہ باتیں سنیں جو
کہنے کی نہیں اور روا نہیں۔ ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۴ ...
۲۔ پس اوپر کے بیان سے ان کا مطلب کلام ظاہر
کے جاری ہو یہ بائبل کا متن ہے کلام میں یہ بھی کہ
کہ وہ احاطہ ہو کہ ان باتوں کا بیان انسان سے
باہر تھا وہ بیان تحریر میں لایا گیا۔ چنانچہ بھی جو
کلام بیان تحریر میں لایا گیا وہ کلام بھی ہے کیونکہ
موافق اور اس کے معانی کا بھی ظہور ہے۔ پس الفاظ
جو بائبل کا متن ہے خدا کی ظاہری اور مخفی مرضی کا
مظہر کامل ہے جس سے الگ ہو کر اس کے
سوا کلام ربانی نہیں ہے۔
سوا اس کے بائبل کی تعلیم سچائی کلام الٰہی
کی سچائی ہے پر ہمارے خیالوں میں اس قدر

ضرورت نہیں کہ اُس سچائی کے کمال تک کو محسوس کریں اور نہ ہماری زبان میں الفاظ ہیں کہ ہم اُس کا بیان کریں۔ مثلاً خدا کی قدوسی کی تعلیم ہمکو دی گئی ہے کون بشر خدا کی قدوسیت کو اور اُس کی وسعت اور خوبی کو پورے طور سے محسوس کر سکتا ہے۔ کون انسان خدا کی قدرت کا بیان زبان انسانی میں کامل طور سے کر سکتا ہے؟ ویسے ہی اُسکی راستبازی اور سچائی اور عدل و انصاف وغیرہ کو کون کامل طور سے جان سکتا ہے؟ تو بھی ہم ان اوصاف کے اتنے ہی معانی سمجھتے ہیں جس قدر ہمکو خدا نے قابلیت دی۔ باقی سچائی ہم پر پوشیدہ رہتی ہے اور جو شخص یہ وہ کلام سمجھتے ہیں پس وہ صاحبان جو کہ تمام خدا کو کلام کا ایک حصہ تصور کرتے ہیں اور خداوند یسوع مسیح میں کلام الٰہی سے زیادہ کلام کا مجسم ہونا مانتے ہیں میرے نزدیک غلطی میں مبتلا ہیں۔

ناظرین بائبل کے الفاظ کے نیچے لامحدود معانی اور سچائی کے سمندر بہتے ہیں اور یہ الفاظ صرف گویا نشان ہیں اور اگر اُن سے زیادہ کچھ جانتے تو ہم ہو کلام سے کم ہیں جنکی راہ سے ہماری ضرورت کے موافق سچائی ہمکو ملتی ہے کون اُس خزینہ کا اندازہ لگا سکتا ہے جس سے یہ سچائی نکلتی ہے بلکہ ان ایک ہی سچائی کی حد لگا سکتا ہے جو بائبل کے جملوں سے مترشح ہو۔ مثلاً خدا محبت ہے۔ اس جملے سے خدا کی محبت کے معانی کی کثرت اور بیحد نہایت کو کون انسان پہنچ سکتا ہے پس مسیح کو کلام بائبل مجسم ماننا درست اور بائبل کی تعلیم کے موافق اور صحیح ہے اس سے زیادہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

الغرض ہمارا بیان صرف جانے کلام سے مراد بائبل کے متن سے زیادہ کلام ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ ایسے معانی بنی آدم کے سب بیفائدہ ہیں کیونکہ بائبل سے زیادہ کلام کو نہ تو بنی آدم محسوس کر سکتے ہیں اور نہ جیسے اُسکو کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ بائبل سے زیادہ کلام بنی آدم پر ظاہر ہو گیا ہے اور نہ اسکی تکمیل کی بنی آدم کو ضرورت تھی اور نہ خداوند زیادہ کلام کی تکمیل کے لئے آیا اور نہ اُس زیادہ کلام کا کبھی ذکر کیا اور نہ بائبل سے زیادہ کلام کا مجسم ہوا۔ پھر کیا سبب ہے ہم لکھیں کہ مسیح میں بائبل سے زیادہ کلام کا مجسم مانا جاتا ہے؟

پادری غلام مسیح انبالوی

۵ دیکھو پروفیسر [illegible]

عزت بیمثال

سلسلہ کے لئے دیکھو نور افشان مطبوعہ [illegible] جون

جب رات آئی تو دن بھر کی تپش کے بعد خنکی باعث ٹھنڈک نام کو نہ تھی۔ چونکہ ابھی برسات شروع نہیں ہوئی تھی اس سبب سے اس رات نہایت شدت کی گرمی تھی جب کہ شیورانی گرمی کی شدت کے باعث سو نہ سکی اور آخر کار تنگ آکر کوٹھے پر جا بیٹھی کیونکہ کوٹھے پر کسی قدر کمی ہو گئی تھی اور آس پاس والے سب سو رہے تھے۔ گویا شیورانی بالکل اکیلی تھی۔ اس تنہائی اور خاموشی کی حالت میں رو بھولا اپنی مسیح کی گفتگو پر سوچنے لگی۔ اُسکو وہ اپنی حفظ کی ہوئی آیت یاد آئی مجھ پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا۔

پھر شیورانی نے اپنے دل میں کہا میری اُستانی کہتی تھی کہ خداوند یسوع مسیح میری حالت سے واقف ہے پس اگر یہ بات سچ ہے تو وہ یہ بھی خوب جانتا ہے کہ میں یہاں اکیلی بیٹھی ہوں۔ نیز وہ یہ بھی جانتا ہوگا کہ میرا دل کس قدر غم و رنج سے بھرا ہوا ہے اور میں تسلی و اطمینان کی کیسی بھوکی پیاسی ہوں جبکہ اُس نے یہ فرمایا ہے کہ میرے پاس آؤ تو ضرور وہ مجھے جانتا ہے لیکن میں نہیں جانتی کہ جسکو میں دیکھ نہیں سکتی اُس کے پاس کس طرح جاؤں۔ اُستانی جی کی باتوں کے مطابق تو خداوند یسوع مسیح کو ڈھونڈنے کے لئے کہیں جانے کی ضرورت نہیں لیکن یہ بات مجھے بہت ہی عجیب معلوم ہوتی ہے کاش کہ مجھے اُس کے پاس جانے کا طریق معلوم ہوتا۔ اگر میں خداوند یسوع مسیح سے ایسی التماس کروں کہ کوئی اُسے سن سکے تو میں نہیں جانتی کہ وہ بھی میری باتیں سنیگا یا نہیں۔ علاوہ اسکے میری اُستانی یہ بھی کہتی تھی کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے پس وہ یہاں بھی ضرور حاضر ہوگا گو میں اُسے دیکھ نہیں سکتی۔

اب شیورانی نہایت دھیمی آواز سے یوں کہنے لگی کہ اے یسوع مسیح تو میرے حال سے بخوبی اور پورے طور سے واقف ہے میری اُستانی کہتی تھی کہ تو سب کچھ جانتا ہے پس مجھے ضرور معلوم ہوگا کہ میں کیسی غمزدہ ہوں اور یہ آرام تو دیتا ہے اس کے حصول کی کس قدر مشتاق اور آرزومند ہوں مہربانی کرکے وہ آرام مجھے عنایت فرما اور اگر تیرے نزدیک ٹھیک ہو تو [illegible] کیونکہ میں نادان ہوں۔

شیورانی نے محسوس کیا کہ وہ حقیقی آرام دینے والا جو کہ گیا تھا ایک دم زندہ ہو کر ضرور یہاں حاضر ہے اور اُس کی درگاہ میں میری منت و سماجت سنی گئی ہے کیونکہ میرے دل کو ایسی تسلی و تسکین حاصل ہوئی ہے جو اس سے پیشتر کبھی نصیب نہ ہوئی تھی۔ شیورانی کو ایسا آرام حاصل ہوا کہ گویا دل پر سے رنج و غم کا بوجھ جو اُسے بہت تکلیف دے رہا تھا کھسک گیا گویا کہ زخم پر دوا شفا لگا دیا گیا اور یکایک تمام تکلیف دفعتہً موقوف ہو گئی۔

معلوم حاصل ہوا اُس سے آرام و تسلی کی خوشی اور قدرت کاملہ کا شیورانی کو کافی ثبوت ملگیا۔

آخر کار شیورانی کو پختہ یقین ہوگیا اور خیال کرنے لگی کہ جو کچھ بھی استانی نے کہا تھا وہ سب سچ ہے۔ یسوع مسیح ضرور یہیں حاضر ہے اور اُس نے ضرور میری منت سنی ہے کیونکہ میرے دل کی تکلیف دور ہوگئی ہے۔ میں یقین کرتی ہوں کہ اُستانی جی کی باتیں سب سچ ہیں اور خداوند یسوع مسیح ہرگز نا خوش نہیں ہے۔ اگرچہ یہ راز میری سمجھ میں نہیں آتا تو بھی یہ بالکل سچ اور برحق ہے۔ اب شیورانی کو وہ وعدہ یاد آیا جو اُس نے شیں لال سے کیا تھا۔ اُس وعدے کی رو سے استانی کے ساتھ بھی دلی راز کی بابت گفتگو کرنا منع تھا چنانچہ وہ اپنے دلی راز کو چھپانے کی کوشش کرتی رہی لیکن ایک روز جب وہ استانی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھی تو اُسے اُس وعدہ کا کچھ خیال نہ رہا اور اُس نے سب کچھ بیان کر دیا۔ وہ حیران تھی کہ جس بات سے مجھے اس قدر خوشی حاصل ہوتی ہے اُس کے بیان کی کیوں ممانعت ہو۔ لیکن شیں لال کہتا تھا کہ اپنا دلی راز مجھے بیان کیا کرو۔ پس میں اُسے بتاؤں گی کہ یسوع مسیح نے مجھے آرام و اطمینان عنایت کیا ہے۔ شاید اس سے وہ اس بات کو بخوبی معلوم کریگا کہ یسوع مسیح کی بابت سیکھنے اور اُس کو ماننے اور حاصل کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہے۔

پس ایک روز جب ملین پڑھانے آئی تو اُس نے کوٹھے پر کی سیڑھی اور گذشتہ کا قصہ یعنے شیورانی کی خداوند یسوع مسیح سے کوٹھے پر کی ملاقات کا کچھ ذکر سنا۔ اُس نے دیکھا کہ شیورانی کچھ غیر معمولی طور سے شرمیلی اور خاموش ہے لیکن اس کا سبب کچھ بھی معلوم نہ ہوا۔ اُس نے خیال کیا کہ شاید کسی نے ہماری گفتگو سن لی ہوگی اور دل سے سب کچھ بیان کر دیا ہوگا۔ پھر جب دوسرے ہفتے کے بعد آئی تو دیکھا کہ اُسکی عزیز شاگرد گاؤں میں واپس چلی گئی ہے تو نہایت ہی مایوس و غمزدہ ہوئی۔ وہ صاف طور سے سمجھتی تھی کہ خداوند نے مجھے خاص طور سے شیورانی کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے لیکن اب جبکہ اُس کا تعلیم کا سلسلہ قطع ہو گیا اور اُسے پڑھنا تھا وہ دیہی جگہ بھیجی گئی بیچاری کسی طرح اُس کی مدد نہیں کر سکتی تھی۔ اب صرف یہ تسلی کی بات تھی کہ وہ اُس نجات دہندہ کی پہنچ اور رسائی سے باہر نہیں چلی گئی تھی جو گمشدوں کو ڈھونڈنے اور بچانے کے لئے آسمانی تخت کو چھوڑ زمین پر آیا اور انکی خاطر مصلوب ہوا۔

سوچنے کا علم

پانچواں باب

"ہنری! آج میں اپنے وقت مقررہ سے تھوڑی دیر بعد آیا ہوں۔ میں جارج جانسن کو بلانے گیا تھا جو چند دن سے ہفتہ کا نوکر ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اپنی جھونپڑی کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا اور اُس کے بچے اُس کے ارد گرد تھے اور اُس کی بیوی اُس کے پاس ہی کام کر رہی تھی۔ اگرچہ وہ غریب آدمی ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ وہ بڑا خوش ہے اور اُس کا گھر ایسا صاف اور ستھرا ہے کہ جیسے دیکھنے کو جی کرتا ہے۔ میں تھوڑے عرصہ تک اُس کے ساتھ باتیں کرتا رہا اِس سے مجھے دیر ہو گئی۔"

چارلس! کچھ پروا نہیں۔ آؤ ہم اپنا کام شروع کریں اور یوں اِس کمی کو پورا کر لیں۔ دیکھو میز پر بہت سی چیزیں پڑی ہوئی ہیں۔ اب تم اُن کی خاصیتیں بتلاؤ۔ گلاس جس کا یہ ٹکڑا لو اور بتلاؤ کہ تم اِس کی بابت کیا سوچتے ہو؟ تم اِس میں کونسے خواص معلوم کر سکتے ہو؟

"یہ سفید ہے اور علاوہ اِس کے کھردری ہے۔"

"کھردری سے تم کیا مراد لیتے ہو؟"

"میری اس سے یہ مطلب ہے کہ یہ کھردری محسوس ہوتی ہے اور جب میں اِس پر اپنی انگلی پھیرتا ہوں تو یہ اونچی نیچی معلوم ہوتی ہے۔"

"بہت خوب۔ اب اور کیا خوبی ہے؟ اِس کو اپنی زبان پر رکھو۔"

"یہ تو میٹھی ہے۔"

"ہاں ٹھیک ہے مگر جب تم کسی خاصیت کو معلوم کر لیتے ہو تو تم اِس کا ذکر کر دیا کرو۔ اِس طرح سے مجھے سوال کرنے نہ پڑینگے اور بہت سا وقت بچ جائیگا۔ تم میٹھے سے کیا مطلب لیتے ہو؟"

"میرا مطلب ہے کہ یہ ہمارے منہ میں ایک عمدہ مزہ پیدا کرتی ہے۔"

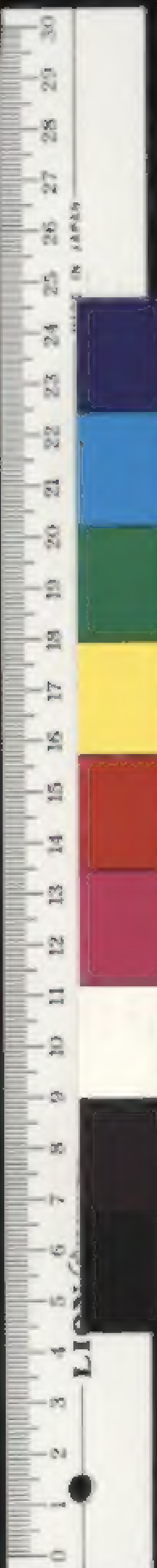
"چینی کی یہی ڈلی کا ذائقہ اور اگر زہر کی بھی ہمیں ہمارے منہ میں مزہ پیدا کرتی ہے یا نہیں؟"

"ہاں مزا تو پیدا کرتی ہے مگر یہ تلخ ہے اور اس سے میرا جی مچلا سکتا ہے۔"

"میں دیکھتا ہوں کہ تم شیرین اور تلخ کا فرق بخوبی سمجھتے ہو۔ جو کچھ تلخ ہو وہ تمہارے چہرے کو سکیڑ دیتی ہے اور شیرین اُس کی ضد ہے۔ تشریح کے جواب ذرا سنو۔ بہت سے خواص ہیں جو تم کو دیکھنے چھونے یا مزہ لینے سے معلوم ہو جائینگے۔ مگر اور خواص بھی ہیں جو ایسی آسانی سے معلوم نہیں ہو سکتے تو بھی اگر تم سوچنے میں ترقی کرو تو تمہارا علم روز بروز بڑھتا جائیگا۔ سفید چینی کی ڈلی جو تمہیں چکھنی ہے حل پذیر ہے یعنی گھل جاتی ہے۔ کیا تم حل پذیر کا مطلب سمجھتے ہو؟"

"نہیں میں تو نہیں جانتا۔"

"اچھا۔ تو اِس کے یہ معنی ہیں کہ چینی پانی میں



اور پیالہ سے میں حل ہو جائینگی یا مسل جائینگی میرے بڑے بھائی نے آج صبح کھانے کے وقت مجھ سے میری چاء میں سنگ مرمر کا ایک ٹکڑا ڈالدیا میں اسکو چینی کا ٹکڑا سمجھ کر چمچ سے ہلاتا رہا جب دیکھا کہ یہ گھلتا نہیں ہے اور یہ جانا کہ چینی تو ضرور گھل جانیوالی چیز ہے تو میں نے اسکو اور زیادہ آزمانے کے لئے پیالہ میں سے باہر نکالا میرا بھائی مجھ پر ہنسا تب مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ کیا شے ہے یعنی سنگ مرمر حل ہونیوالی شے نہیں ہے۔ (پ۔ ک۔ س۔ [illegible])

مراسلات

ایک پاسبان اور کلیسیا

جناب اڈیٹر صاحب

تسلیم۔ آپکی عین نوازش ہوگی اگر آپ براہ مہربانی مندرجہ ذیل چند سطور کو نور افشاں کے کسی گوشے میں جگہ دیدیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دو مسیحی نوجوان جنمیں سے ایک عزت و مرتبہ اور عمر میں دوسرے سے بزرگ تر تھا اور وہ حقہ بھی پیا کرتا تھا، پادری صاحب کی ملاقات کے لئے گئے وہ دونوں ان کے مکان پر تشریف لائے پادری صاحب انکو بڑے تپاک سے ملے اور بڑی عزت سے بٹھایا اتفاق سے اُس روز پادری صاحب کے ہاں تمباکو ختم ہو گیا تھا اور حقہ اُن کے آگے ضرور رکھنا تھا۔ اس لئے پادری صاحب اُن نوجوانوں میں سے ایک کو جو کہ چھوٹا تھا یوں فرماتے ہیں...... ایک پیسہ کا تمباکو تو بازار سے جلدی سے لا دو۔

نوجوان۔ پادری صاحب مہربانی سے آپ اپنے فرزند کو بھیج دیجئے۔

پادری صاحب۔ نہیں اس کے لئے آج جانا اچھا نہیں کیونکہ سبت کا روز ہے۔

ناظرین یہ پاسبان ہیں جو بات کو اپنے پرواہ نہیں رکھتے وہ دوسروں کو کہتے ہیں کرو۔ یہ پادری صاحب کا اس کلیسیا کے ساتھ سلوک ہے جس کے وسیلے پادری صاحب کو سب عیش و عشرت کے سامان مہیا ہیں اور آپ اس کلیسیا کے روحانی باپ ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پاسبان کے بھیس میں آپ پھاڑنے والے بھیڑئے ہیں۔ اور آپ نے انجیل [illegible] یہ جانا ہے کہ مکاری نیز آسرا آجکل پادری صاحب نے کر رہے ہیں لوگوں کی توہین کرنی شروع کی ہوئی ہے۔ خدا ایسے پاسبان سے کلیسیا کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

راقم تنگ آمد بجنگ آمد

مبشران انجیل کا دورہ قصبہ کنجاہ میں

یہ شہر پرانے دیوالوں کا آباد کردہ ہے۔ جس میں اب تک پرانی عمارات موجود پختہ قائم ہیں۔ لوگوں کی اکثر آبادی روز افزوں بڑھی ہے۔ یہاں پر ایک سرکاری ہسپتال اور ورنیکلر مڈل سکول میونسپلٹی بھی ہے اور دو آنریری مجسٹریٹ خود بھی اجلاس پر بیٹھتے ہیں جو اس شہر کا عمدہ انتظام و بندوبست رکھتے اور مقدمے بھی چند قسم کے ان کے ذریعے فیصل کئے جاتے ہیں۔ ایک آنریری مجسٹریٹ صاحب مرحوم کی نسبت تو ناظرین نے یہ اخبار میں پڑھا ہوگا کہ چند دن کا عرصہ ہوا کہ وہ اس دار الفناء سے دار البقاء کو کوچ کر گئے۔

یہ صاحب مرحوم جود و سخاوت میں اس جگہ پر بڑے ہوئے تھے انکی بدولت یہاں خوان یغما جاری تھا اور غریب غربا دونوں وقت انکے در سے پرورش پاتے تھے آج اُن کے ساتھ کنجاہ اندھیارا ہو گیا ہے جن جن غریبوں و محتاجوں سے بندہ کا سابقہ پڑا وہ اس مرحوم کے لئے غمزدہ نظر آئے لیکن بجز صبر و شکیب کے کچھ چارہ چل نہیں سکتا مگر اسی اثنا کی گفتگو میں انکو بتایا گیا کہ دنیا سے بڑھکر خدا تعالیٰ کی سخاوت و بخشش ہے چنانچہ اس نے تمام دنیا کے گنہگاروں، محتاجوں اور غریبوں کو دعوت دی ہے۔ سنو انجیل مقدس کا کلام کہ وہ اس دعوت کے بارے میں کیا تعلیم دیتی ہے۔ متی ۲۲: ۱-۱۴ پھر یہ دیانت کی بات اور بالکل ماننے کے لائق ہے کہ یسوع مسیح گنہگاروں کے بچانیکو دنیا میں آیا۔

پہلے تم خدا کی بادشاہت اور اُس کی راستبازی کو ڈھونڈو تو یہ سب چیزیں تم کو ملینگی۔

کیونکہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے۔ ختم الکلام انکو نجات کی خوشخبری سنائی گئی تاکہ وہ توبہ کریں اور انجیل پر ایمان لائیں۔

(آمدم برسر مطلب)

اسجگہ پر [illegible] مشنری صاحبان گجرات پنجاب سے انجیل جلیل کی خوشخبری سنانے کے واسطے ایک ہفتہ کے لئے آئی ہوئی تھیں جنہوں نے دیہات کے بعد اور زنان خانوں میں جا کر بہت عمدہ طریق سے انجیل کی خوشخبری سنائی حتیٰ کہ علاج معالجے کے وقت جبکہ دوائی تقسیم کی جاتی تھی تو عورتیں کثرت سے موجود ہو جاتی تھیں اور جسمانی طرح خداوند یسوع مسیح کی بابت سنتیں اور اپنا علاج بھی کراتی تھیں۔

ان مریضان اجسام کو یہ سنایا سمجھایا جاتا

کہ جیسے تمہارا علاج مفت کیا جاتا ہے۔ اسی طرح
خداوند یسوع مسیح تمہاری گناہوں کی بیماری کا علاج
بھی مفت کرتا ہے فقط اپنے گناہوں سے توبہ کرو
اور یسوع مسیح پر ایمان لاؤ آج تمہارے لئے نجات
کا دن ہے آج قبولیت کا وقت ہے آج کا وقت غنیمت
جانو کیونکہ تمہارے لئے آج ورنہ توبہ کا ہے ورنہ
مرنے کے بعد دوزخ نصیب ہوگا۔ کیونکہ یسوع
مسیح جہان کے تمام گنہگاروں کے واسطے کفارہ
ہوا مرگیا دفنایا گیا تیسرے دن مُردوں میں سے
جی اٹھا اب وہ خدا باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے
جہاں سے وہ زندوں اور مُردوں کا انصاف کرنیکو
آویگا جیسا کہ ایک شاعر نے خوب کہا ہے ؎

تقاضائے عدالت سے نہ تھی تدبیر بچنے کی
مسیحا گر صلیب اوپر نہ خون اپنا بہا دیتے

چنانچہ رات کے وقت میجک لالٹین کے ذریعہ
نوجوانوں میں نجات کی خوشخبری سنائی جاتی
تھی لوگ بکثرت جمع ہو جاتے تھے اور بے چون
وچرا تصویروں کو دیکھتے اور انجیل کی خوشخبری سنتے
اور انکو سمجھایا جاتا تھا کہ سوائے یسوع مسیح کے
کوئی دوسرا نام دیا نہیں گیا کہ جس سے لوگ نجات
پائیں۔ کیونکہ نجات خداوند کی طرف سے ہے اور
خداوند یسوع مسیح کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ راہ حق اور
زندگی میں ہوں ؛

علاوہ ازیں ایک روز مس صاحبان ایک
حجرہ میں جو کنجاہ کے قریب ہے انجیل سنانے اور
مریض عورتوں کا علاج کرنیکو گئیں اور اُن میں
بشارت کا کام شروع کیا۔ چنانچہ مرد بھی بکثرت
سے جمع ہو گئے لیکن انکو عورتوں سے علیحدہ کیا
گیا۔ اور انہیں دینی تصویریں دکھائیں اور اُن
پر اچھی طرح سے سمجھایا۔ اثنائے کلام میں ایک
مُلّاں کہیں سے آوارد ہوا اور توریت اور انجیل کی
نسبت کہنے لگا کہ یہ کتابیں منسوخ ہیں۔ ہمکو انکا
ذکر سننا واجب نہیں ہے کیونکہ ہمارے شفیع حضرت
محمد مصطفےٰ دونوں جہان کے والی ہیں۔ تم لوگ
یہاں سے اپنی کتابیں اور تصویریں اُٹھائے جاؤ
ورنہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا جاویگا
جہاں تک اس سے ہو سکا محمدیت کا پورا
زور دکھایا اور غیظ وغضب میں آکر بہت کچھ اگلا بالاخر
جب قرآنی غصہ فرو ہوا۔ تب جناب سے دریافت
کیا کہ قرآن میں کس جگہ حضرت نے توریت و انجیل
کو منسوخ کیا مہربانی کرکے قرآنی آیت سے ثابت
کریں۔ اور جو جناب کا دعویٰ ہے کہ توریت و انجیل
منسوخ و تحریف ہوگئی ہیں اصلی نسخہ کا لا کر دکھائیں
ورنہ آپکا سب گفتگو محض دعویٰ بلا دلیل و بقول کذب
ثابت ہوگا۔ پھر تو آپ بغلیں جھانکنے لگے قرآن
میں کہیں منسوخ کرنیوالی آیت ہو تو دکھائیں۔
بس جناب آپ کا دعویٰ ہے کہ قرآن آگیا تو کل سب
کتابیں منسوخ ہوگئیں لیکن ثبوت و دلیل آنحضرت
کے سامنے کچھ شئے نہ تھی ؛

جب آپکا کلام بکواس ختم ہوا۔ تب ہم نے کہا کہ
آپ کا دعویٰ ہے کہ توریت و انجیل منسوخ ہوگئیں مگر
قرآن انکی جا بجا تصدیق کرتا ہے کہ وہ برحق خدا کا
کلام ہے اور اُن میں آدمیوں کے لئے ہدایت و روشنی
ہے اگر اہل اسلام کو کسی امر میں شک ہو تو اہل
کتاب سے اپنا شک و خدشہ رفع کرائیں
پھر تو آپ زور سے بول اُٹھے کہ قرآن سے ثابت
کرو۔ بموجب ارشاد کے قرآنی آیتیں پیش کیں ؛

اولاً۔ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ ؛

ثانیاً۔ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا
بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ
الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى
وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ؛

ثالثاً۔ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ
اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ
قَبْلِكَ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا
تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ؛

جس وقت یہ آیتیں قرآن سے دکھائی گئیں
پھر تو ملاں صاحب بڑے نادم و شرمندہ ہوئے
لیکن جھوٹے کا دارومدار بجز بُرا کہنے کے اُن سے
کچھ نہ بن پڑا ؛

پھر آپ کیا فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی
پیدائش کا ذکر انجیل میں سے سناؤ۔ چنانچہ متی
کی انجیل کا پہلا باب سنایا۔ بعد آپ اعتراض
کرنے لگے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کا روح روح القدس
ہو گیا اور لوگوں کا روح پلید ہے سب لوگوں کے
روح روح القدس ہیں ؛

ہم نے ملاں صاحب کے سوال کا جواب
دیا کہ آپ فقط عربی طوطے کی رٹے ہوئے معلوم
ہوتے ہیں مگر معنے مطلب سے ناواقف ہیں۔
دیکھو قرآن کیا کہتا ہے۔ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ
الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ دوسرے
مقام میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ
عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَآ
اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ۔ بات بات پر آپ
منہ کی کھاتے رہے لیکن بباعث تعصب کے
شرمندہ نہیں ہوئے ؛

اسلام کی ایسی ویسی کوششوں سے بخوبی
واضح ہو گیا ہے کہ اُن کے پاس بجز مغالطہ دہی و
فریب بازی کے اور کچھ باقی نہیں رہا کیونکہ
آگے جتنے محمدیوں کے ہاتھ تلوار تھی تو اُس

سے اپنا کام چلاتے رہے ہیں کسوں کو اپنے حضرت محمد صاحب کے ساتھ مایوسی کے گڑھے میں ڈھکیلتے رہے لیکن جب سے یورپ سے تلوار کو چھین لیا ہے تب سے یہ ڈھنگ نکالا ہے کہ مغالطہ دہی و دھوکہ بازی سے بے چارے سادہ لوحوں کو دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ قرآن کی ساری قلعی تو روز روشن کی طرح ظاہر ہے اگر ان اقتباسوں کو جو کتب مقدسہ سے لیکر قرآن میں درج کئے ہیں نکال دیا جائے تو محمد صاحب کی خاص تعلیم ناقص پائی جاتی ہے

الراقـــــــــــم

قاضی ۔ الف ۔ خ ۔ افضل

اکثر ہم دوسروں کیلئے ٹھوکر کا باعث ٹھہرتے ہیں؟

آج میں ایک انگریزی اخبار پڑھ رہا تھا ۔ جس میں یہ سوال پیش تھا کہ کیا باعث ہے کہ اکثر ہم دوسروں کے لئے ٹھوکر کا باعث ٹھہرتے ہیں ؟ کیوں ہمارا چال چلن موثر نہیں ہوتا ۔ لیکن افسوس ہے کہ اس اخبار میں اس کا کچھ جواب نہیں دیا گیا ۔ اگر یہ مضمون ہندوستان کے مسیحی اخبارات میں عام طور پر اشاعت پائے ۔ تو یقین ہے کہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا ۔ کیونکہ اکثر ہمارا اپنا چال چلن ہی اس قسم کا ہوتا ہے کہ سبحان اللہ ۔ اور مسیحیت تو ایسی پلکتی ہے کہ کچھ نہ پوچھو اور اس صورت میں ہماری نصیحتیں بالکل بیکار اور بیکاری کا سبب ٹھہرتی ہیں ۔ اور یقیناً ہم دوسروں کو چشمہ کے راستے ہٹاکر اپنے لئے اس کے دروازے کو کھٹکھٹاتے ہیں ۔ بعض مسیحیوں کی یہ حالت بڑی افسوسناک حالت ہے ۔ اور روز بروز بلکہ ہر روز اس قسم کی عادت میں مبتلا ہیں ! ۔

میرا مطلب یہ ہے کہ ہم بھی جو غیر اقوام کے لئے ایک ٹھوکر کھلانے والا پتھر بن جاتے ہیں ۔ میں نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ اکثر ہمارے بعض خادم الدین بھی اس خوبی سے خالی نہیں ٹھہر سکتے ۔ کیونکہ انہیں بھی اس قسم کی عادت پائی جاتی ہیں کہ جن سے ہم غیر اقوام کو رد کرتے ہیں ۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ شراب مت پیو ۔ مگر اس کا استعمال اپنے لئے جائز ٹھہراتے ہیں ۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ بددیانت مت ہو ۔ لیکن اگر خود ہی اس مرض میں مبتلا ہوں تو کچھ ہرج نہیں سمجھتے ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ یہی تو وہ عادات ہیں جو ہمارے جلالی کام میں سد راہ ہیں ۔

میرے پرانے خطوط میں ایک لمبا چوڑا خط پڑا ہوا ہے ۔ کہ جس کا مضمون میرے لئے ایک نہایت ہی شرم کی بات ہے ۔ اور میں حیران ہوں کہ جو کچھ انہیں بیان کیا گیا کیونکر وقوع میں آیا ۔ اس کا کچھ حصہ یہ ہے :— درج ذیل ہے ۔

.... میرے مخدوم بھیجے کو آپ امر مجبوری تصور فرمائیے ۔ جب میں اس مصیبت کو جیسے ...... برداشت کرنی پڑتی یاد کرتا ہوں تو یقین جانئے کہ مجھے رونا آتا ہے ۔ اور واقعی میری مصیبتیں ہیں بھی ایسی قسم کی کہ انہیں سنکر کوئی درد دل شخص بغیر اظہار تاسف کئے رہ نہیں سکتا ۔ ایک غریب آدمی کی کل پونجی اور آمدنی کا ایک دم ہاتھوں سے جاتے رہنا کوئی چھوٹی بات نہیں ہے ۔ خواہ اس کی مقدار قلیل ہی کیوں نہ ہو ۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ مرغی کو ٹلّے کا زخم بھی ویسا ہی ہوتا ہے جیسا تلوار کا ۔

حقیقت حال یہ ہے کہ جب میں .... پور میں تھا تو برسر روزگار تھا چنانچہ آپ کو بھی معلوم ہے ۔ ان دنوں پادری صاحب ...... کو معلوم ہوا کہ میں اوٹ پٹانگ (Dead Monkey) کا کام بخوبی کر سکتا ہوں ۔ ایک دن وہ میرے پاس آئے اور اپنے تئیں مجھے خیر خواہ جتاکر مجھے کہا کہ ڈیوڈ جب تم خوب اچھی طرح کام کر سکتے ہو تو کیوں نہیں اپنے کام کو ترقی دیتے ۔ میں نے کہا کہ پادری صاحب آپ جانتے ہیں کہ مجھے میری غریبی مجبور کرتی ہے کہ میں اپنے کام کو جاری نہ کروں ۔ کیونکہ ایسے کام بغیر پیسے کے نہیں چلتے ۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ اگر صرف یہی وجہ ہے تو میں تمہاری ہر قسم کی مدد کرنے کو تیار ہوں ۔ اور بہتر ہے کہ تم میرے ساتھ ...... چلو وہاں پر کل انتظام تمہاری مرضی کے مطابق ہو جائیگا ۔ میں نے موقع کو غنیمت جانکر ملازمت ترک کر کے ان کے ہمراہ چلا گیا ۔ اور وہاں پر کام کی اچھی صورت پیدا کر دکھائی ۔ ....

.... پہنچتے پہنچتے میں اور بھی زیادہ مقروض ہو گیا حتیٰ کہ حاجت روائی کو بھی پوچھکر جانا پڑتا تھا ۔ لیکن آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ایک آزاد پیشہ شخص کب اس قسم کی قید گوارا کر سکتا ہے اس لئے میرا دل وہاں سے اکھڑ گیا ۔ اور جب پادری ...... کو معلوم ہوا کہ میں اب وہاں رہنا نہیں چاہتا ہوں تو رفتہ رفتہ میری چیزوں کو ضبط کرنا شروع کیا ۔ اور سب چیزوں کو اس طرح قبضے میں کیا کہ گویا وہ غیر منقولہ ہیں ۔ اور مجھے چار ناچار ان چیزوں کو بھی چھوڑ کر نکلنا پڑا ۔ ...... یہ حال ہوا اور یہاں پر ملازمت اختیار کی ۔ پھر میں نے کئی دفعہ پادری صاحب ...... کو لکھا ۔ کہ میں آپ کی کوئی چیز اپنے ہمراہ نہیں لایا ہوں ۔ خدا کے واسطے میرا بستر کپڑے کتابیں اور صندوق وغیرہ مجھے بذریعہ ریل بھیجدیجئے اور تنخواہ دو ماہ کی مبلغ ...... روپے بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں ۔ یہ مجھ پر آپ کا بڑا بھاری احسان

ہوگا۔ مگر کوئی جواب نہ ملا۔ بدروح وہیں بلا روک ٹوک رہا۔ یہہ ایک پادری کی کسی نسبت کا نمونہ ہے۔ اچھا خدا اس سے بچائے ....

تیسرے مسیح میں آپ کا بھائی ۔ ڈی ۔ ایم ۔ (غیر قوم)

اس خط کے نقل کرنے سے میرا صرف یہہ مطلب ہے کہ بعض کلیساؤں کے بزرگ بھی ایسے ہوتے ہیں۔ اور یہہ تو صرف ایک نمونہ ہے۔ اگر کوئی دیکھنا چاہے تو اس قسم کی ہزارہا مثالیں مختلف علاقہ جات میں پا سکتا ہے۔ کیا یہہ ہمارے اور غیر اقوام کیلئے ٹھوکر کا باعث نہیں ہے؟ میں ایک ایسے خادم الدین کو جانتا ہوں کہ جو اپنی ڈیوٹی کو کسی طرح پورا نہیں کر سکتا۔ یعنی وہ اس قسم کی کئی ایک بد عادتوں میں مبتلا ہے۔ مگر اتوار کو دیکھو تو آپ نورانی فرشتہ۔ مرد خدا۔ مسیح کا فرزند۔ سرشلسٹ۔ وارث وغیرہ نظر آتا ہے۔ وہ ایسی ایسی چوٹیں کہ اگر جماعت کے گھٹنے بھی چھل جائیں تو کچھ پرواہ نہیں۔ آواز کی گرج وہ کہ سارا ہال گونج اٹھتا ہے اور جوش ایسا کہ پسینہ کو خدا ہی جانتا ہے۔ مگر یہی مثل صادق آتی ہے کہ ہاتھی کے کھانے کے دانت اور۔ اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ یہہ صرف ظاہر پرستی ہے۔ مگر دل دور ہے۔ ایسے آدمیوں سے ہم کیا امید رکھ سکتے ہیں؟

اکثر ہم آپس میں گفتگو کیا کرتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ ہندوستان جلد مسیحی نہیں ہوتا ہے؟ افسوس کہ یہہ تو ہماری کرتوت ہے اور اس پر ایسی اعلیٰ امید۔ توبہ توبہ۔ یہہ ہرگز ہو نہیں سکتا کہ ہم جو سکھلانے والے مقرر ہیں جو دیکھ سکیں اور پھر بھی اپنی تعلیم و نصیحت کے موثر ہونے کی امید رکھیں۔ نصیحت وہ بھی اثر پذیر ہوتی ہے کہ جس پر خود عمل ہو۔ ورنہ وہی ڈھاک کے تین پات اور مرغی کی ایک ٹانگ نظر آتی ہے۔

"جب تیری ہی آنکھ میں شہتیر ہے تو تو اپنے بھائی سے کیونکر کہہ سکتا ہے کہ لا تیری آنکھ میں سے تنکا نکال دوں۔ اے ریاکار پہلے اپنی آنکھ میں سے تو شہتیر نکال۔ پھر اپنے بھائی کی آنکھ میں سے تنکے کو اچھی طرح دیکھ کر نکال سکیگا۔" (متی ۷: ۴-۵)

یہی سب سے ضروری بات ہے کہ ہم پہلے اپنے تئیں درست کریں اور پھر دوسروں کو کہیں۔ اگر ہم یہہ نہیں کر سکتے تو گو کہ ان بڑی امیدوں کے پورا ہونے کی راہ تک سکتے ہیں (لوقا ۶: ۴۲) چونکہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور نہیں چاہتا کہ اس وقت اس مضمون کو اور زیادہ طول دوں اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں۔ امید رکھتا ہوں کہ دیگر مسیحی بھی کچھ نہ کچھ اپنے خیالات اس سوال کے جواب میں تحریر فرمائینگے۔ اور وقت ضرورت میں کچھ اور بھی لکھوں گا۔

بس اے عزیزو! چونکہ ہم سے ایسے وعدے کئے گئے۔ تو آؤ اپنے آپ کو ہر طرح کی جسمانی اور روحانی آلودگی سے پاک کریں۔ اور خدا کے خوف سے پاکیزگی کو کمال تک پہنچائیں۔ (۲ قرنتی ۷: ۱)

الراقم

ش

اگرچہ سرکاری طور پر اس خبر کی نسبت کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا لیکن سینٹ پیٹرزبرگ میں برابر بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] کے ساتھ ایک بحیرہ میں بالکل تباہ ہو گیا۔ اسی قسم کی خبر ٹوکیو میں بھی پہنچی ہے۔ ایڈمرل ٹوگو رپورٹ کرتے ہیں کہ جاپانی جنگی جہازوں اور تباہ کن تارپیڈو کشتیوں نے کل رات کو باوجود ایک سخت گولہ باری کے پورٹ آرتھر کی گرداوری کی اور قلعوں کو خفیف نقصان پہنچایا لیکن کوئی آدمی مقتول اور مجروح نہیں ہوا۔

کرسچن اینڈیور

جون ۱۲ - مایوسی پر غالب آنا۔ کالب کی مانند گنتی ۱۴: ۲-۹

" ۱۳ - موسیٰ کی مانند گنتی ۲۲: ۷-۱۹

" ۱۵ - مسیح کی مانند یسعیاہ ۴۲: ۱-۴

" ۱۶ - ایک نیک شخص کی مانند زبور ۴۲: ۱-۱۱

" ۱۷ - پطرس اور یوحنا کی مانند اعمال ۴: ۱-۱۰

" ۱۸ - پولس کی مانند اعمال ۲۷: ۲۱-۲۶

" ۱۹ - اتوار مایوسی پر فتح پانے کی بابت میں پولس سے کیا سیکھ سکتا ہوں؟ ۲ قرنتیوں ۴: ۷-۱۸

مایوس ہونے کی کیا وجہ ہے؟ بعض اوقات وجہ صرف گناہ ہے۔ یا یہہ وجہ ہے کہ ہماری جسمانی حالت درست نہیں ہوتی۔ پہلے لازم ہے کہ ہم دریافت کریں کہ ہماری مایوسی کا کیا سبب ہے۔ ہر ایک اور قسم کی بیماری تو دوسرا سبب تو بری نہیں ہے۔ شاید کسی نیک کام میں ناکامیاب رہے ہوں۔ کوئی دینی کام بگڑ گیا ہو۔ کوئی سخت مشکل درپیش آئی ہو۔ کوئی دوست شیطان کے پھندے میں آ گیا ہو۔ دل کو کوئی صدمہ پہنچا ہو۔ رنج مفارقت ہوا ہو۔ ایسے ہزار سبب ہوتے ہیں کئی دفعہ مایوسی کی صرف یہی وجہ ہے کہ ہم تنہا رہ گئے ہیں کوئی صلاح دینے والا دوست قریب نہیں ہے۔ اب ایسی فکروں سے ہم کیسے بچیں۔ سب سے اچھا طریقہ یہہ ہے کہ جب فکر دل میں آئے فوراً اسی وقت خدا سے اس امر کا سوال کریں۔ ہم اکثر مدت تک متفکر رہتے ہیں اگر فوراً دعا مانگتے امید ہے فکر جاتی رہتی۔ ہر ایک شہر طرح اگر مشکل پیش آئے یا ناکامیابی معلوم ہو تو یہہ سوال کرنا چاہئے۔ کیا میں صرف خدا کا جلال چاہتا ہوں؟ اور پھر۔ اس عبارت کو غور سے پڑھو جو پولس نے قید خانہ میں لکھی۔ یعنی فلپیوں ۴: ۴-۷ اور ۱۱-۱۳ اور ۱۸-۲۰ ۔

دیہاتی کرسچن اینڈیور۔ حصہ دوم۔ مِن تصنیف پادری سکاٹ صاحب اس کے جاری کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ کم از کم ایک آدمی ہو جو اس کے طریقوں سے خوب واقف ہو اور اُس کو استقلال کے ساتھ عمل میں لانے کو تیار ہو خواہ وہ مشنری ہو خواہ پاسٹر خواہ کوئی دوسرا کارندہ۔ اگر ایک بھی ایسا واقف کار اور شوقین ہو وہ جلدی بھائیوں کو ابھاریگا اور ایک ہم وہ سوسائٹی بن سکیگی۔ ڈسکہ کی سوسائٹی کی جوشیلے والی کمیٹی کے وسیلے سے اردگرد کے گاؤں میں یہ کام جاری ہو جاتا ہے۔ وہ کمیٹی تین یا چار ممبر تیار کر جاتے ہیں گاؤں کے بھائیوں کو جمع کرکے ایک میٹنگ کرتے ہیں وہ فوراً اپنی کمیٹی کا ذکر نہیں کرتے۔ پہلے وہ عیسائیوں کے خاص فرائض یاد دلاتے ہیں کہ ہم اس لئے بچائے گئے کہ اوروں کو بچائیں اور جبتک کہ ہم غیر مسیحیوں کو مسیح کے پاس آنے کے لئے نہ بلائیں وہ عیسائی نہیں ہو جائینگے۔ اور اصلی خوشی ہمیں تب معلوم ہوگی جب اوروں کی نجات کے لئے ہمیں فکر ہو۔

جب وہ ابھارے گئے ہیں یا مسیح کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہتے تو کرسچن اینڈیور کا طریقہ اُنکو بتلایا جاتا ہے۔ وہ ایسا ہے جیسا کوئی سرکاری خدمت کے واسطے بھرتی ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ایک بھرتی ہے۔ اور جو جو کرسچن اینڈیور کا عہد باندھتا ہے وہ سب کے سامنے اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اپنے آپکو مسیح کا خادم سمجھکر اُس کے لئے کچھ نہ کچھ کرتا رہوں گا۔ اچھا ہوگا اگر اس طریقہ کو جاری کرنے کے لئے ایک خاص میٹنگ مقرر ہو۔ اُسمیں وہ جو دوسری جگہ کے ممبر ہیں پہلے بیان کریں کہ کرسچن اینڈیور کا عہد کیسا ہے اور وہ آپ کس طرح اور کسواسطے ممبر ہو گئے۔ اُس کے بعد جو ممبر بننے کو تیار ہیں وہ ایک ایک کر کے جماعت کے سامنے اپنا سچی اقرار ظاہر کریں اور اس بات کا بھی اقرار کریں کہ ہم ملکر اُسکی خدمت کرنے کو تیار ہیں۔ ولیم سکاٹ۔ از ڈسکہ۔

کل خط و کتابت پادری ٹی۔ گرہم بیلی وزیرآباد سے کرنی چاہئے۔

واقعات اور سائنس

مقناطیسی قوت کی لڑکی۔ ایک دہ سالہ لڑکی کے چند عجیب و غریب حالات بیان کئے گئے ہیں یہ لڑکی ملا ڈیکاؤ کا واقع کاؤنٹی میں رہتی ہے۔ ایک کاریگر لوبامی اُس لڑکی کا باپ ہے مشہور ہے کہ جس چیز کے پاس ہوکر یہ لڑکی گذرتی ہے وہ چیز خود بخود حرکت کرنے لگتی ہے اگر یہ لڑکی کمرے کے میز کے پاس جاتی ہے تو اُس پر رکھی ہوئی رکابیاں ناچنا شروع کر دیتی ہیں کھونٹی پر پڑے ہوئے کپڑے اُڑنے لگتے ہیں میز پر رکھی ہوئی بوتل ہوا میں اُٹھ جاتی ہے۔ زمین پر پڑی ہوئی کنکریاں اچھلنے لگتی ہیں یہ لڑکی تندرست ہے اور ان واقعات کو دیکھ دیکھ کر ضعیفی ہے جو اُس کے قدموں کی برکت سے پیش آتے ہیں یہ معمہ کسی سے ابتک حل نہیں کیا ہے حالانکہ بہت سے ماہران علم طبیعات اور واقفکاران سائنس کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا جا چکا ہے لڑکی کے والدین مفلس ہیں اور چاہتے ہیں کہ لڑکی کہیں نوکری کرے۔ لیکن اگر کہیں نوکری ملتی ہے تو فوراً چھوٹ جاتی ہے کیونکہ نادان لوگ کہتے ہیں کہ اس کے سبب کا خلل ہے اور اُس کو پادری جان سالکن گزشتہ واقع سینٹ پیٹرز برگ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ سبب کا دریافت کریں۔ فی الحال چندہ جمع کیا جاتا ہے کہ اس لڑکی کو سینٹ پیٹرز برگ بھیجیں کہ وہاں کے اطباء اس عجیب و غریب قوت مقناطیس کا امتحان کریں۔

(ہندوستانی)

ایک جاپانی سپاہی جب میدان جنگ میں جانے لگا۔ تو اُس کی والدہ نے شمائل تقسیم کی۔ مگر جسوقت وہ اپنی ماں سے رخصت ہونے گیا تو اُس کی والدہ نے کہا کہ تمہیں تو میدان جنگ میں جانے کا حکم ہوا ہے۔ تم یہاں کیوں چلے آئے اگر لڑائی میں جانے کا حکم ہے تو گھر نہیں آنا چاہئے کیونکہ جب تم سپاہی بن گئے تو ہم دونوں میں ماں بیٹے کا رشتہ نہیں رہا۔ یاد رکھو کہ شہنشاہ جاپان ہی تمام ملک کے والد ہیں۔ پس اُنہیں کی فرمانبرداری تمہارا فرض ہے۔ لازم ہے کہ جب دشمن ہو تو اپنی طرف سے کچھ کسر باقی نہ رکھو۔ یہاں تک کہ جان سے بھی دریغ نہ کرو۔ یہی خدمت یادگار ہوگی۔ اور مجھے اپنی باقی زندگی میں اس سے کافی سہارا ملسکتا ہے۔ تمہاری بہن جیسی ہے۔ ہم دونوں جسطرح ہوگا اپنا گذارہ کر لینگی۔ اس ملاقات کو آخری جانو۔ اور خدا کا نام لیکر میدان جنگ کو سدھارو۔

جہاز میاکو کے اُڑنے کی نسبت جو تفصیلی حالات آئے ہیں اُن میں بیان ہے کہ یہ جہاز بیڑہ کے ہمراہ خلیج کی سرنگوں کے صاف کرنے میں مشغول تھا۔ اُس پر روسیوں کی جو توپیں آگ برسا رہی تھیں جنہوں نے باوجود کونا ڈوبنے کی متواتر گولہ باری کے بڑے استقامت کے ساتھ اپنے مورچوں کو قائم رکھا بیڑہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا جہاز میاکو بائیس منٹ تک پانی پر تیرتا رہا اس سے اس کا بہت کم نقصان ہوا ہے۔

لودیانہ گرمی بہت زور پکڑتی جاتی ہے اور پلیگ سے اب شہر میں خدا کا فضل ہے۔

رسید زر

پادری ٹی ۔ ای ۔ جانس صاحب [illegible]
پادری ڈبلیو ۔ جے ۔ برقون صاحب [illegible]
پادری ڈبلیو ۔ میکنی صاحب دسکہ [illegible]
مسٹر سموئیل سنگھ شاہ پور [illegible]
سکرٹری ریڈنگ روم خانقاہ ڈوگران [illegible]
پادری اے ۔ سی ۔ ال کوئٹہ [illegible]
مس جے ۔ پی ۔ پیسن جہلم [illegible]
پادری ایف ۔ پی ۔ ہیکنگی پرنسپل مشن سکول انبالہ شہر [illegible]
بابو الیاس داس [illegible]
مسٹر جے ۔ مینوئیل سنگھ ماجرا [illegible]
مسٹر دھرم سنگھ جہدہ [illegible]
مس ڈی ۔ سیلنگورٹ الہ آباد [illegible]
لیڈی کنور ہرنام سنگھ جالندھر شہر [illegible]
مسٹر جے ۔ ایڈورڈ وحنی رام باغ [illegible]
مسٹر ڈی ۔ کشن چند صاحب دھاری وال [illegible]
مسٹر نجم الدین ۔ ڈیرہ غازی خان [illegible]

اشتہارات

ضرورت

ایک عیسائی اُستاد شادی شدہ کی ضرورت ہو جو اردو ۔ ہندی زبانوں سے واقف ہو ۔ درخواست کنندہ کو دل کے پتہ پر معہ نقول سندات درخواست کرنی چاہئے ۔

المشتہر

مس ایم ۔ ایل ۔ جیمبرس خوجہ پور پی
پتہ حال ۔ مجال لنڈور منصوری ۔

عیسائی تھیروں کی ضرورت

چونکہ میں نے مقام راولپنڈی میں متصل لال کُرتی بازار ایک ہوٹل کھولا ہو مسلمان تھیرے جو کے عذر کام بند کر دیتے ہیں چونکہ میں عیسائی ہوں اسلئے میں چاہتا ہوں کہ ایسے جو کہ کام بند ہو اور کہ بہتر عیسائی بھائیوں کو فائدہ پہنچے اور بیکار نہ بیٹھیں ۔ جو کوئی عیسائی بھائی عمدہ ویٹ بالو کی بنا سکتا ہو اور راولپنڈی میں آ کر کام کرنا چاہے تو میرے ساتھ بذریعہ خط کتابت حضرت کسی مشنری صاحب کے جو اس کو جانتا ہو فیصلہ کر لیوے ۔

المشتہر

مسٹری ۔ ایم ۔ نور احمد یوسف پور
راولپنڈی

پرسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہو

کہ پرسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہو ۔ ممبر بکار صاحبان کی طرف سے اس فنڈ سے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دیدیا ہو اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعے سے قریباً پچاس ہزار روپیہ اطور پونجی رکھا ہوا ہو ۔ کوئی معتبر ممبر فنڈ ایسے سستے عمدہ نہیں دیتا ۔ اس میں منسلک ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تدبیر کر سکتا ہو جس کسی کو چاہئے مینیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ۔

درخواست کی جاتی ہو کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں ۔ ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ۔

المشتہر

پادری ڈاکٹر جے ۔ کلارک مینیجنگ ڈائرکٹر
سہارنپور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل ثروت انجام پیشگی معہ محصول [illegible]
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک [illegible]
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
چوتھائی کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۔ لیکن ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ۔

نوٹ

نامہ نگاران اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ انگریزی جلد وار سنڈے سکول یونین [illegible]
معہ محصول [illegible]
قیمت سالانہ اردو کا پی سین سنڈے سکول [illegible]

پادری ای ۔ ایم ۔ ویری صاحب ایم ۔ ڈی ۔ ایڈیٹر و مہتمم نور افشان کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم ۔ ایم ۔ عالی کے اہتمام سے چھپا